www.KitaboSunnat.com

الکتٰب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خان

پروفیسر محمد اسرائیل — پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبدالحفیظ

صفاتِ منافقین:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ:۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی ومعتب بن قشیر وجد بن قیس اور ان کے دوستوں کے حق میں اتری۔ یومِ آخرت سے مراد وہ وقت ہے جو کبھی ختم نہ ہو بلکہ ہمیشہ رہے۔ سو ایسا وقت قیامت کا دن ہے۔ اللہ نے منافقین کے ایمان کی قطعی نفی کر دی، یہ کسی زمانے میں بھی ایمان نہ لائیں گے۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ترجمہ:۔ یہ (اپنے پندار میں) اللہ کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں۔

"خداع" کا لغوی معنی فساد ہے۔ مطلب یہ ہوا، مفسدوں کا سا کام کرتے ہیں۔ اگرچہ اللہ پر کسی کا فساد مخفی نہیں رہتا۔

وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے خبر ہیں۔

نفاق اس بات کو کہتے ہیں کہ خیر ظاہر کرے اور شر چھپائے۔ اس کے کئی طریقے ہیں ایک نفاق اعتقادی ہے ایسے نفاق والا دوزخی ہے، دوسرا نفاق عملی ہے، یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ابن جریج نے کہا منافق وہ ہے جس کا قول اس کے فعل کے خلاف ہو، اس کا علی الاعلان عمل اس کے باطن کے خلاف ہو، مدخل کچھ ہو، مخرج کچھ ہو۔

منافقوں کا حال مدینہ طیبہ میں اس لئے اترا کہ مکے میں نفاق نہیں تھا، وہاں جو شخص اسلام کے خلاف ہوتا وہ مجبوری سے اظہارِ کفر کرتا اور باطن میں مومن ہوتا۔ جب رسول اکرم مدینہ طیبہ ہجرت کر آئے تو یہاں کے انصار بت پرست تھے، یہودی اپنے اسلاف کی پیروی کرتے، جب غزوہ بدر ہوئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور مدینہ طیبہ کے گرد و نواح کے بدوؤں نے نفاق ظاہر کر دیا۔ یہ عبداللہ قبیلۂ خزرج سے تھا اللہ تعالےٰ نے اہلِ ایمان کو خبردار کر دیا کہ تم ان کے ظاہر پر دھوکہ نہ کھاؤ، کہ یہ باطنی طور پر کافر ہیں اگرچہ ظاہری طور پر اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فجار کے بارے میں کبھی نیک گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ جس طرح کفر کو چھپا کر اور ایمان کو ظاہر کر کے ہم نے لوگوں کو دھوکہ دیا ہوا ہے، اسی طرح اللہ اور اہلِ ایمان کے ساتھ بھی یہی چکر چل جائے گا، اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں یہ فرمایا کہ تمہاری چال تمہارے اپنے لئے وبالِ جان ہے اور تمہیں اس کا شعور نہیں ہے تمہاری ان چالوں سے نہ اللہ کا کچھ بگڑتا ہے اور نہ مومنین کا بلکہ اس کا وبال تمہیں لے ڈوبے گا۔ ابن جریج نے کہا ان کی دغابازی یہ تھی کہ زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کر کے اپنا مال اور خون بچا لیتے تھے مگر ان کے دلوں میں کچھ اور ہی چھپا تھا۔ قتادہ نے کہا منافق وہ ہے جو بد خلق ہو، زبان سے تصدیق کرے، دل سے انکار کرے، قول اور عمل میں تضاد ہو، صبح اور شام کے اعمال میں فرق ہو کشتی کی مانند جدھر کی ہوا چلی اُدھر چلے گئے، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ابن سیرین کہتے ہیں اس سے زیادہ خوفناک آیت قرآن میں نہیں ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۔

ترجمہ:۔ ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا، اللہ نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرضِ نفاق :

• مرض اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کی صحت اور تندرستی کی نفی کرے ، جیسے کوئی مرض یا نفاق یا کسی معاملے میں خطاء ، بعض نے کہا مرض نام ہے ہر دو کا اس حیثیت سے یہ لفظ عقیدے کے فساد کے لئے استعارۃً استعمال ہوا۔ خواہ شک ہو یا نفاق، انکار ہو یا تکذیب۔ اللہ تعالیٰ کی جس قدر دینی اور دنیوی نعمتیں رسولِ اکرمؐ پر زیادہ ہوتی تھیں اتنا ہی ان کا نفاق کا مرض زیادہ ہوتا تھا ، یہ جملہ منافقین کے لئے بد دعا ہے کہ تم اسی طرح کے شک ، حسرت ، یاس اور نفاق میں پڑے رہو۔ ابن زیدؒ نے کہا مرض سے مراد دین کا مرض ہے بدن کا نہیں۔ عکرمہؒ اور طاؤسؒ نے کہا یہاں مرض سے مراد "ریاء" ہے ، کسی نے کہا یہ مرض اسلام میں شک کرنے کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ (توبہ ۱۲۴٫۱۲۵)

ترجمہ :- سو جو ایمان والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے حق میں خبث پر خبث زیادہ کیا۔

یعنی شر پر شر اور گمراہی پر گمراہی بڑھتی جاتی ہے ، گویا یہ جزا ان کے عمل کی نسبت سے ہے کہ جیسا کیا ویسا پایا۔ ان کے مقابلے میں دوسری آیت۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ (محمد ، ۱۷)

ترجمہ :- اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اُن کو وہ مزید ہدایت بخشتا ہے اور پرہیزگاری عنایت کرتا ہے۔

موضح القرآن میں فرمایا ایک مرض یہ تھا کہ جس دین کو دل نہیں مانتا تھا اس کو ناچار قبول کرنا پڑا اور دوسرا آزار یہ ہوا کہ جہاد کا حکم ہوا جن کے خیر خواہ تھے ان کے خلاف لڑنا پڑا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

ترجمہ :- اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دُکھ دینے والا عذاب ہو گا۔

ابن عباسؓ نے فرمایا قرآن میں جہاں بھی لفظ "الیم" کا آیا ہے اس سے مراد دردناک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب (موجع) ہے جس کا دکھ دل کے اندر جا گھستا ہے، جھوٹ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کا حال اس کی ماہیت کے خلاف ظاہر کریں، یہ حرام ہے کیونکہ اس پر عذاب کا استحقاق بیان کیا ہے۔ ان کا جھوٹ یہ تھا کہ مومن نہ تھے مگر اپنے آپ کو مومن کہتے تھے۔ ابوالسعودؒ نے کہا تبدیل اور تحریف کیا کرتے تھے۔

ف:۔ رسولِ اکرمؐ اگرچہ بعض منافقین کو جانتے تھے مگر انہیں قتل نہ کیا کہ عرب کہیں یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں، قتل تو کفر پر لازم آتا ہے چونکہ بدّو منافقین کو بظاہر مسلمان سمجھتے تھے اس لئے انہیں اس حکمت کا علم نہ تھا، مفت میں بدنام کرتے، رسولِ اکرمؐ ان کی بداعتقادی کو جاننے کے باوجود ان کی تالیفِ قلب کرتے ان کو کچھ نہ کچھ دیتے رہتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

فساد سے مراد:

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ فساد سے یہاں مراد کفر اور گناہ ہے۔ جس نے زمین میں اللہ کی نافرمانی کی یا کسی معصیت کا حکم دیا تو اس نے زمین میں فساد کیا۔ کیونکہ مملکت کی اصلاح اور زمین و آسمان کی درستی اطاعت سے ہے۔ سلمانؓ نے کہا: ابھی اس آیت والے لوگ پیدا نہیں ہوئے۔ ابن جریرؒ نے کہا مطلب یہ ہے کہ ایسی صفت والے لوگ ان لوگوں سے آگے ہیں جو رسولِ اکرمؐ کے زمانے میں تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایسی صفت کا کوئی آدمی اس وقت موجود نہ تھا۔ زمین میں سب سے بڑے فسادی یہی منافق ہیں۔ گناہ کرتے ہیں، فرائض بجا نہیں لاتے، دین میں شک کرتے ہیں، مومنوں کے دعوے کو جھٹلاتے ہیں، اہلِ تکذیب کے مددگار رہیں، اس کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ زمین کی اصلاح کرتے ہیں۔ فساد کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ اہلِ ایمان کفار کے یار دوست بن جائیں جیسے اللہ نے فرمایا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴾ (انفال: ۷۳) -

ترجمہ:۔ اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں تو اے مومنو! اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن کا کافر سے دوستی کا رشتہ ختم کر دیا۔ دوسری جگہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (النساء: ۱۴۴)

ترجمہ:۔ اے اہل ایمان مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لو۔

اس میں صریح ممانعت اس بات کی کہ مسلمان کسی کافر سے دوستی یاری نہ کرے۔ "نہی" کا فائدہ "تحریم" ہوتا ہے۔ معلوم ہوا جو مسلمان کسی کافر کا دوست ہے اور دل سے اس کی دوستی کا انکار نہیں رکھتا وہ حرام کا مرتکب ہے وہ مخلص مسلمان نہیں ہے بلکہ خالص منافق ہے، ایسی دوستی زمین کوئی نہ کوئی فتنہ و فساد ضرور کھڑا کرے گی، چنانچہ اس دوستی کا نتیجہ آج کل سب اہل تجربہ پر عیاں ہے، ابن عباس نے فرمایا کہ جب ان سے کہا جائے کہ تم فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مومنین اور اہل کتاب دونوں کے درمیان صلح کراتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جسے یہ اصلاح سمجھتے ہیں وہی تو عین فساد ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں۔

پہلی آیت میں منافقوں کو فساد سے منع کیا تھا اس آیت میں انہیں ایمان لانے کا حکم دیا، اس جگہ لوگوں سے مراد صحابہؓ ہیں، خواہ مہاجرین ہوں یا انصار، یا عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی۔

ف:۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زندیق کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے اقرار کرنا بھی ایمان میں شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح سب لوگ اللہ تعالیٰ ملائکہ، آسمانی کتب، رسل، اور مرنے کے بعد زندہ ہونے اور جنت اور دوزخ پر یقین لائے ہیں اسی طرح تم بھی یقین لاؤ تو منافقین اس کے جواب میں کہتے ہیں، کیا ہم ان احمقوں کی طرح ایمان لائیں؟ "سفیہہ" لغت میں ایسے جاہل اور ضعیف رائے کو کہتے ہیں جو نفع اور نقصان کو نہیں پہچانتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور بچوں کو "سفہاء" فرمایا۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا۔ (النساء ۵)

ترجمہ:۔ اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تمہارے لئے معیشت کا سبب بنایا ہے، مت دو۔

عام علماء نے "سفہاء" کی تفسیر یہی کی ہے کہ اس جگہ مراد عورتیں اور بچے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ خود ہی احمق ہیں اور اس سے بڑی ان کی حماقت کیا ہوگی کہ اپنی ضلالت و جہالت سے باخبر نہیں۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور یہ لوگ جب مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور (رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں سے) تو ہم ہنسی مذاق کیا کرتے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ منافقین کے مذاق کا توڑ کرتا ہے اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے کہ شرارت و سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں

شیطانین سے مراد اُن کے بڑے بڑے سردار، رئیس، یہود اور مشرکین ہیں، وہ یہود کے علماء اور کافروں کے رؤساء کے پاس جا کر اپنے دلی اتحاد کا اظہار کرتے ہیں کہتے ہیں ہم تم ایک ہیں، ہم تو ان مسلمانوں کو محض نشانہ تضحیک بناتے ہیں، ہم سچ مچ ایمان نہیں لائے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیا اور کہا تم مسلمانوں سے ہنسی مذاق کیا کرو گے، اللہ تمہارے مذاق کا خود توڑ کرتا ہے، تمہاری گمراہی بڑھتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے اور مذاق کا نتیجہ تمہیں قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ

(الحدید - ۱۳)

ترجمہ:۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنین سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظرِ شفقت کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں، تو اُن سے کہا جائے گا کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور وہاں نور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی، اس میں ایک دروازہ ہوگا، جس کے اندرونی جانب رحمت ہے اور بیرونی جانب عذاب۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا (آل عمران: ۱۷۸)

ترجمہ:۔ اور کفار یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو انھیں مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے، نہیں بلکہ ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ کر لیں۔

سو اس قسم کی آیتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منافقین اور مشرکین کے مکر و فریب اور ہنسی مذاق کا توڑ ہے۔ بعض نے کہا ان کے ساتھ اللہ کا استہزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ملامت کی ہے، انہیں کفر و عصیان پر وعید سنائی ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اس استہزا کی سزا و جزا دیں۔ اوّل ظلم تھا دوسرا عدل ہے بعض نے کہا جس طرح وہ اپنے سرداروں سے مل کر کہتے ہیں ــ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تکذیب میں تمہارے ساتھ ہیں اسی طرح اللہ نے دنیا میں ان کے جان و مال کو محفوظ رکھا لیکن آخرت میں ان پر شدید عذاب ہوگا تو یہی اللہ کا استہزا ہے۔

ابن جریرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ مکر فریب، ہنسی مذاق اور استہزا کو اللہ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے مگر عدل کے نقطے سے ان کے انتقام کے لئے منع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ جب یہ لوگ کوئی گناہ کرتے ہیں تو اللہ انہیں ایک نئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ نعمت دراصل راحت نہیں عذاب اور نقمت ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (انعام ۴۴-۴۵)۔

ترجمہ:۔ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتی کہ جو چیزیں انہیں دی گئی تھیں اُن سے اچھی طرح خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ غرض ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف اللہ رب العلمین کو ہی سزاوار ہے۔

صحابہؓ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ بڑھانے سے مراد مہلت دینا ہے اور یہ مہلت ان کے لئے باعث ہلاکت ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (مؤمنون:۵۵، ۵۶)

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں اُن کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں۔ (تو اس سے) اُن کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں! (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ (الاعراف ۱۸۲: ۱۸۳)

ترجمہ:۔ ان کو بتدریج اس طریق سے پکڑیں گے کہ انہیں معلوم ہی نہ ہو گا اور میں ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

ابن جریرؒ نے لکھا صحیح بات یہ ہے کہ ہم انہیں مہلت دے کر ان کی سرکشی اور تمرد کو بڑھاتے ہیں۔ جس طرح فرمایا۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ٥ (الأنعام: ۱۱۰)

ترجمہ:۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے تو جیسے یہ اس قرآن پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے تو ویسے پھر نہ لائیں گے۔ اور اُن کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

طغیان کسی کام میں حد سے تجاوز کرنا ہے۔ جس طرح فرمایا۔

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ (الحاقة: ۱۱)

ترجمہ:۔ جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر لیا۔

ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہؓ نے فرمایا کہ یہاں طغیان سے مراد کفر ہے۔ ابن زیدؒ نے کہا مراد ضلالت و گمراہی ہے۔ بعض نے کہا آنکھ اور دل کے کورے کو دونوں کو "عمی" کہا جاتا ہے۔ جیسے:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

(حج: ۴۶)

ترجمہ:۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے دل کے اندھے ہیں بصیرت سے بے بہرہ ہیں یہاں تک کہ اپنا نقصان تک نہیں پہچانتے، اپنی چالاکی اور عیاری کو عقل سمجھ رکھا ہے یہ ساری عقل انہیں ایک دن جہنم کی سیر کرائے گی۔

(جاری ہے)

احباب متوجہ ہوں!

ماہنامہ "محدث" خالص علمی، تحقیقی اور اصلاحی مجلہ ہے۔ اس کے لئے نئے خریدار مہیا کر کے، اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر، اس میں اپنے کاروبار کا اشتہار دے کر دنیوی اور اخروی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ